ہو یا کوئی ایسی بات نظر آئی ہے جسے مولانا پسند نہیں کرتے تو اسکی طرف بھی لطیف و بلیغ اشارہ کرتے گئے ہیں۔ پھر بڑی بات یہ ہے کہ یہ تحریریں صرف نما کے نہیں ہیں بلکہ انمیں بہت سے ایسے علمی، ادبی اور تنقیدی و تاریخی نکات ولطائف اور حقائق و معارف زبانِ قلم پر آگئے ہیں جو تاریخ و ادب کے طالبعلم کیلئے مہدی افادی کے بقول ،، خاصہ کی چیز ہیں مثلاً مولانا عبدالعزیز میمن والے مضمون میں میمن صاحب اور ڈاکٹر طہٰ حسین کے درمیان ادب وانشاا ور تحقیق و وسعت علم ونظر کے اعتبار سے موازنہ یا میمن صاحب کی نسبت یہ انکشاف کہ انھوں نے الفائت من شعر ابی العلا، کے نام سے بھی کوئی رسالہ لکھا تھا۔ حالانکہ جہانتک ہماری معلومات کا تعلق ہے میمن صاحب نے متنبیؔ کے غیر مطبوعہ اشعار ،، زیادات شعر المتنبی ،، کے نام سے شائع کیے تھے نہ کہ ابو العلیٰ المعری کے، اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا حبیب الرحمٰن خاں، شروانی، رشید احمد صدیقی اور محمد علی جوہر کی خصوصیات ادب و انشاا ور وسعت علم وہ نت نظر پر جو کچھ لکھا ہے وہ خود فاضل مصنف کی ادبی اور تنقیدی ژرف نگاہی کی دلیل ہے غرضیکہ یہ کتاب بڑی دلچسپ، معلومات افزا اور بصیرت افروز ہے ہمارے زمانہ میں پہلے کی طرح تذکرہ نگاری کا جو فقدان ہے یہ کتاب کسی حدتک اس خلا کو پر کرتی ہے مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کا نام متعدد مواقع پر ،،فضل الرحمٰن لکھا گیا ہے آئندہ اڈیشن میں تصیح ہونی چاہئیے۔

تذکرہ نسخہ دلکشا از جناب رئیس نور رحمٰن تقطیع متوسط، ضخامت ۲۰۸ صفحات کتابت و طباعت معمولی قیمت مجلد -/۲۰ پتہ نشاط بک ہاؤس، ۳۳ فیرس لین کلکتہ ۷۳ ۰۰۰ ، بنگال عربی فارسی اردو اور شعر و ادب اور اسلامی علوم و فنون کا گہوارہ رہا ہے اور اس کا اثر یہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان بنگالی ہندوؤں میں ان زبانوں اور ان کے شعر و ادب کے بڑے بڑے عالم اور فاضل پیدا ہوئے اور انھوں نے نمایاں علمی و ادبی کارنامے انجام دیئے ہیں چنانچہ جنہے جنے میر ارمان (۱۷۹۶ - ۱۸۶۹ء) اسی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جسکے ایک فرد فرید راجہ رام موہن رائے تھے۔ موصوف بنگالی سنسکرت اور برج بھاشا کے علاوہ اردو زبان کے بھی صاحب دیوان